قسط (۲۰)

احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

حضرت عمرؓ کے اہم فیصلے

مولانا محمد تقی صاحب امینی، ناظمِ دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

• گذشتہ سے پیوستہ •

احادیث قرآنِ حکیم سے مؤخر ہیں: ملّت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ احادیث قرآنِ حکیم سے مؤخر ہیں یعنی قرآن کے فیصلہ کو عدالت مسترد اور مرجوح نہیں قرار دے سکتی ہے۔ لیکن ماتحت عدالت کے فیصلہ کو قرآنِ حکیم مسترد اور مرجوح قرار دے سکتا ہے۔

رتبۃ السنۃ التاخر عن الکتاب فی الاعتبار[1] اعتبار میں سنت کا درجہ کتاب اللہ سے مؤخر ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآنِ حکیم اصول و کلیات کی کتاب ہے جس میں جزئیات کی تفصیل اور احکام کے موقع کی تعیین نہیں کی گئی ہے۔

فالقرآن علی اختصارہ جامع ولایکون جامعا الا والمجموع فیہ امور کلیات۔[2]	قرآن اپنے اختصار کے باوجود جامع ہے اور جامع اس بناء پر ہے کہ اس میں امورِ کلیہ کا بیان ہے۔

قرآنِ حکیم نے احکام بیان کرنے میں درجِ ذیل صورتیں اختیار کی ہیں:

---

[1] الموافقات جزو رابع المسئلۃ الثانیہ صف۔ [2] ایضاً۔

(۱) بعض احکام کے صرف مقاصد بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے ان کی شکل و صورت متعین نہیں کی ہے۔
(۲) بعض احکام میں صرف حدود اربعہ کا ذکر کر دیا ہے اور شکل و صورت سے بحث نہیں کی ہے۔
(۳) بعض احکام میں اصولی اور عمومی انداز کی گفتگو ہے اور جزئیات کی تشریح نہیں ہے۔
(۴) بعض احکام میں جزئیات کی تشریح ہے لیکن موقع و محل متعین کرنے کی اجازت دی ہے۔

یم کا انداز بیان | دائمی حیثیت کے "دستور" کے لئے یہ انداز بیان ناگزیر ہے اگر اس کی خلاف ورزی
تور کے لئے ناگزیر ہے | ہوتی اور تعیین و تفصیل کے ساتھ احکام بیان کر دئے جاتے تو اس کی دستوری و
حیثیت نہ باقی رہتی نیز ایک دور و زمانہ کے ساتھ وہ محدود ہو کر رہ جاتا۔

مذکورہ " انداز بیان " کے بعد بہت سے کام باقی رہ جاتے ہیں جن کے مستقل انتظام و اہتمام کے بغیر دستور " قابل عمل بنتا اور نہ بے لگام عقل و ہوس کی موشگافیوں اور سرمستیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

" نقشہ " کے مطابق اگر تعمیر عمارت کا منظم پروگرام نہ ہو اور اس کو عملی شکل دیتے وقت نگرانی کا اہتمام ہو تو کوئی نقشہ بروئے کار آتا ہے اور نہ کوئی عمارت مطابقت کی ضمانت حاصل کرتی ہے۔ اسی بناء پر تبارک و تعالیٰ نے " نقشہ " کو عملی شکل دینے کے لئے محکمہ " انجنیرنگ " کے قیام کو اہمیت دی جس میں انجنیر تقرر کو اپنے ذمہ لیا۔ اور محکمہ کے دوسرے کارپردازوں کو انجنیر کی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ وہ حسب حیثیت حیثیت تربیت کر کے کام کی سپردگی کا انتظام کر جائے۔

اس طرح رسول اللہؐ کا تقرر براہ راست اللہ کی طرف سے ہوا اور آخر دم تک ہدایات و نگرانی کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر آپ کے بعد صحابۂ کرامؓ نے کام کو سنبھالا جن کی تربیت و نگرانی میں رسول اللہ کا دست مبارک مصروف عمل رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام وہ کام انجام دئے جو " دستور " کو قابل عمل بنانے اور بے لگام عقل و ہوس کی موشگافیوں و سرمستیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ناگزیر تھے۔ اسی طرح صحابۂ کرامؓ نے تمام امور کی نگہداشت کی جو حالات و زمانہ کی رعایت کرنے اور " دستور " کو دائمی شکل میں برقرار رکھنے کے لئے لازمی تھے۔

رسول اللہؐ کی تفصیل کے بارے میں فقہاء کا فیصلہ

رسول اللہؐ کے کام کی چونکہ دستور میں بالتفصیل وضاحت نہ تھی (قاعدہ کے مطابق ہونی بھی نہ چاہیئے) اور دستور کو قابلِ عمل بنانے اور محفوظ رکھنے کے لئے وہ کام ناگزیر تھے اس بناء پر فقہاء نے رسول اللہؐ کے کام کے بارے میں درج ذیل فیصلہ کیا ہے:۔

فان السنة عند العلماء قاضية	علماء کے نزدیک سنت کتاب پر فیصلہ کرنے والی
على الكتاب وليس الكتاب بقاض	ہے، کتاب سنت پر فیصلہ کرنے والی نہیں ہے کیونکہ
على السنة لان الكتاب يكون	کتاب کے اندر کبھی دو امر یا زیادہ کا احتمال ہوتا
محتملا لامرين فاكثر فتأتى السنة	ہے سنت ان میں سے ایک کی تعیین کرتی ہے
بتعيين احدهما فيرجع الى السنة	ایسی حالت میں سنت کی طرف رجوع کیا جائیگا
ويترك مقتضى الكتاب[1]	اور کتاب کے مقتضیٰ کو چھوڑ دیا جائے گا۔

تفصیل کی نوعیت بات بالکل صاف ہے "دستور" میں حکم موجود ہے مقصد مذکور ہے۔ حدودِ اربعہ کی نشاندہی کے ساتھ بعض جزئیات کی تشریح ہے اور حلت و حرمت کا بیان ہے۔ مثلاً حکم ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے مال کی زکوٰۃ نکالی جائے عدل و اعتدال پیدا کیا جائے اور حلت و حرمت کا لحاظ کیا جائے وغیرہ۔

لیکن ہاتھ کس کا کتنے پر اور کس جگہ سے کاٹا جائے۔ کس مال سے کتنی اور کس حالت میں زکوٰۃ لی جائے۔ عدل و اعتدال پیدا کرنے کے لئے کس وقت اور کس شرح کا لحاظ ہو، حلت و حرمت کی تشریح بس اسی قدر ہے یا اور بھی کچھ اس میں شامل ہے وغیرہ۔ ان سب امور سے "دستور" فطری طور پر خاموش ہے اور یہ خاموشی اپنے اندر بہت سے "محتملات" کو چھپائے ہوئے تفصیلات کی مقتضی ہے۔

اگر "محتملات" کی تعیین و تفصیل میں رسول اللہؐ کا بیان و عمل فیصلہ کرنے والا نہ ہوگا تو کیا کسی دفتر کے ملازم و کلرک کے بیان و عمل سے کتاب اللہ پر فیصلہ کیا جائے گا؟

اسی طرح اگر یہ محتملات تعیین و تفصیل کے بغیر چھوڑ دیئے جائیں گے تو دستور کو قابلِ عمل بنانے اور محفوظ رکھنے کے لئے رسول اللہؐ سے زیادہ مستند اور کس کا بیان و عمل قرار پائے گا؟

---

[1] الموافقات جلد ۴ المسئلة الثانیہ صفحہ ۸

فقہاء نے مذکورہ حقیقت کو چند مثالوں کے ذریعہ اس طرح سمجھایا ہے مثلاً:۔

فالقرآن آت يقطع كل سارق فخصت السنة من ذلك سارق النصاب المحرز وأتى بأخذ الزكاة من جميع الاموال ظاهراً فخصته باموال مخصوصة وقال تعالى «وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ» فاخرجت من ذلك نكاح المرءة على عمتها او خالتها فكل هذا ترك لظواهر الكتاب وتقديم للسنة ومثل ذلك لا يحصى كثرة۔

قرآن کی آیت ہر قسم کے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتی ہے لیکن سنت نے آیت کو محفوظ نصاب کی مقدار چوری کرنے والے کے لئے خاص کر دیا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی آیت کل مال سے زکوٰۃ لینے کا حکم دیتی ہے لیکن سنت نے اموال مخصوصہ کے ساتھ اس کو خاص کیا ہے، اور آیت "واحلت لکم ماوراء ذلکم" (اور تمہارے لئے ان کے ماسوا سب عورتیں حلال کی گئی ہیں) سے بیان کی ہوئی عورتوں کے علاوہ سب کی حلت کا حکم نکلتا ہے، لیکن رسول اللہؐ نے پھوپی اور خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھتیجی اور بھانجی سے نکاح کو مستثنیٰ کیا ہے، ان کے علاوہ اور بہت سی صورتیں ہیں جن میں ظاہر کتاب کو چھوڑ کر سنت کو کتاب پر مقدم کیا گیا ہے۔

اس قسم کی صورتوں میں بظاہر قرآن حکیم احادیث سے مؤخر معلوم ہوتا ہے، لیکن اصلاً وہ مؤخر نہیں ہے جیسا کہ فقہاء کہتے ہیں:۔

ان قضاء السنة على الكتاب ليس بمعنى تقديمها عليه واطراح الكتاب بل ان ذلك المعبر في السنة هو المراد في الكتاب فكان السنة بمنزلة التفسير والشرح

ایسے مواقع میں کتاب پر سنت کا فیصلہ کتاب کو نظر انداز کرنے اور سنت کو مقدم کرنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ سنت میں جو بیان مذکور ہے دراصل کتاب میں وہی مراد ہے اس لحاظ سے سنت کتاب کے احکام کے معانی کی تفسیر و تشریح کرنے والی ہے

---

[1] الموافقات ج۴ مسئلہ ثانیہ ص۱

لمعانی احکام الکتب ودل علی	جیسا کہ خود قرآن حکیم میں ہے "لتبین للناس الخ"
ذلك قوله "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ	کہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کردیں جو ان کی
مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ" [1]	طرف اتارا گیا ہے۔

بعض ہوس پرستوں کی ہوس رانیاں | بعض ہوس پرستوں نے اس واضح حقیقت کے باوجود فقہاء کے مذکورہ فیصلہ کو غلط رنگ میں پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے نزدیک "سنت کی پوزیشن ہائی کورٹ کے فیصلے کی طرح برتر ہے جسے کوئی رد نہیں کرسکتا ہے اور قرآن کی حیثیت اس سے فروتر کسی ماتحت عدالت کے فیصلے کی طرح ہے جسے اوپر کی عدالت بلا کسی وجہ کے مسترد اور مرجوح قرار دے سکتی ہے۔" [2]

لیکن فقہ کی درج ذیل عبارت سے اس الزام تراشی کا پردہ چاک ہوجاتا ہے:۔

فمعنى كون السنة قاضية على	کتاب پر سنت کے فیصلہ کرنے والی ہونے کا
الكتاب انها مبينة له فلا	مطلب یہ ہے کہ سنت کتاب کو بیان کرنیوالی ہے
يوقف مع اجماله واحتماله وقد	کیونکہ مجمل اور محتمل کو بیانِ مقصود کے بغیر کیسے چھوڑا
بينت المقصود منه لا انها	جا سکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سنت کتاب
مقدمة عليه [3]	پر مقدم ہے۔

جب سنت مجمل کی تفصیل مشکل کے بیان اور مختصر کو مفصل کرنے کا نام ہے تو کتاب پر اس کے مقدم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہے:۔

السنة راجعة فى معناها الى	سنت اپنے معنی میں "کتاب" کی طرف رجوع
الكتاب فهى تفصيل مجمله وبيان	کرنے والی ہے کیونکہ وہ مجمل کی تفصیل مشکل کو
مشكله وبسط مختصره [4]	بیان اور مختصر کو مفصل کرنے والی ہے۔

الزام تراشی اور غلط رنگ میں پیش کرنے کی وجہ مسئلہ کی پیچیدگی یا کم فہمی نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہے جس کی پردہ داری ہے:۔

---

[1] الموافقات ج۴ مسئلہ ثانیہ ص۱۰ [2] نگار فروری ۱۹۶۲ء ص۷۵ [3] الموافقات جزو رابع مسئلہ ثانیہ ص۳ [4] ایضاً مسئلہ ثالثہ ص۴

Accession numbers
38077
Date..........

دراصل ہوس نے چھپ چھپ کر ان کے سینوں میں کچھ تصویریں بنا رکھی ہیں جن کو متحرک کرنے کے لئے چند خزف ریزوں کی ضرورت ہے جو موتیوں (احادیث) کے ڈھیر میں پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ موتیوں کے ڈھیر سے صرف خزف ریزوں کو چنتے ہیں پھر ان کے ذریعہ تصویروں کو متحرک کرکے پردۂ سیمیں پہ لے آتے ہیں .... تصویریں پردہ پر آنے کے بعد مجبور ہوتی ہیں اور حرکات و سکنات سے ایسا نظارہ پیش کرتی ہیں کہ جسم و جان سب گردو غیر معلوم ہوتے ہیں اور مکین و مکان کوئی اپنی جگہ نظر نہیں آتا ہے۔

اس بنا پر ملت ابراہیمی کے سچے پیروکار ان سے متاثر ہوتے ہیں اور نہ خاص اہمیت دیتے ہیں۔

احادیث کس طرح قرآن حکیم کا بیان ہیں

فقہاء نے احادیث کو قرآنی احکام کا "بیان" جس طرح تسلیم کیا ہے اس سے کوئی "شپرہ چشم" ہی انکار کرسکتا ہے یا محروم رہ سکتا ہے۔ مثلاً:

(۱) احکام کی بعض وہ حدیثیں ہیں جو عمل کی کیفیت، اسباب، شرائط، موانع اور متعلقات وغیرہ سے بحث کرتی ہیں:

کالاحادیث الآتیۃ فی بیان ما	جیسے وہ حدیثیں جو قرآن کے مجمل احکام میں
اجمل ذکرہ من الاحکام اما بحسب	عمل کی کیفیت، اسباب، شرائط، موانع،
کیفیات العمل او اسبابہ او شرائطہ	لواحقات اور اس کے مشابہ چیزوں کے
او موانعہ او لواحقہ او ما اشبہ ذلک[1]	ذکر میں وارد ہوئی ہیں۔

(۲) بعض وہ حدیثیں ہیں جو قرآنی احکام کے مقاصد ثلثہ کی رعایت و حفاظت کرنے والی ہیں یعنی قرآن میں ایسے اصول بیان ہوئے ہیں جو (۱) انسان کی ضروریات (۲) حاجات (۳) تحسینیات اور ان کے مکملات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں، احادیث نے اصول سے جزئیات و فروع نکال کر اس طرح بیان کیا ہے کہ تینوں کی رعایت و حفاظت کے ساتھ ان کو بروئے کار لانے کی راہیں نکلتی ہیں:۔

فالکتاب اتی بھا اصولا یرجع الیھا والسنۃ کتاب نے مقاصد کو اصول کے انداز میں بیان کیا

---

[1] الموافقات جزء رابع المسئلہ الرابع ص۲۶

السنۃ بھا تفریعًا علی الکتاب وبیانًا لما فیہ [1] — اور سنت نے کتاب پر تفریع کی اساس چیز کو بیان کیا جو کتاب میں تھا۔

(۳) بعض وہ حدیثیں ہیں جو قرآن کے بیان کردہ اصول وحدود کو مثال کے ذریعہ واضح کرتی ہیں جس سے اشتباہ رفع ہوتا ہے اور قیاس واستنباط کی راہیں کھلتی ہیں مثلاً۔

ان اللہ تعالیٰ احل الطیبات وحرم الخبائث وبقی بین ھذین الاصلین اشیاء یمکن لحاقھا باحدھما فبین علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ذلک ما اتضح بہ الامر [2] — اللہ نے طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کیا ہے ان دو اصلوں اور حدوں کے درمیان بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ان میں کسی ایک کے حکم میں آ سکتی ہیں۔ رسول اللہؐ نے اس طرح وضاحت کے ساتھ بیان کیا کہ بات صاف ہو گئی اور اشتباہ رفع ہو گیا۔

(۴) بعض وہ حدیثیں ہیں جو قرآن کی اصل پر فرع کو منطبق کرکے دکھاتی ہیں یعنی جس اصل سے اشارہ ہوتا ہے کہ اس جیسی تمام صورتوں کا یکساں حکم ہے اس پر "حدیث" فرع کو اس طرح منطبق کرتی اور حدود وقیود کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس پر اعتماد کرکے دوسری فرع کی تفریع میں سہولت ہوتی ہے۔

فانہ یقع فی الکتاب العزیز اصول تشیر الی ما کان نحوھا ان حکمہ حکمھا وتقرب الی الفہم الحاصل من اطلاقھا ان بعض المقیدات مثلھا فیجتزی بذلک الاصل عن تفریع الفروع اعتمادًا علی بیان السنۃ [3] — قرآن حکیم میں کچھ ایسے اصول ہیں جن سے اشارہ ہوتا ہے کہ جو صورتیں اس جیسی ہوں ان سب کا حکم اس جیسا ہے۔ نیز اصول کے انداز اطلاق سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بعض مقیدات بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں چونکہ سنت ان اصول پر فروع کی تفریع کرتی ہے اس لئے اس پر اعتماد دوسری تفریعات کے لئے کفایت کرتا ہے۔

(۵) بعض وہ حدیثیں ہیں جو قرآن حکیم کی بیان کردہ جزئیات پر مشتمل قواعد عامہ کی تشکیل کرتی ہیں

---

[1] الموافقات جزء رابع المسئلۃ الرابعۃ ص ۲۶۔ [2] ایضاً ص ۳۳۔ [3] ایضاً ص ۱۸۔

در محتملات کی تعیین کرتی ہیں۔

فان الادلة قد تاتی فی معان مختلفة	دلیلیں کبھی مختلف معنوں میں آتی ہیں لیکن ان کو ایک
ولکن یشملها معنی واحد شبیه	ایسا جامع معنی شامل ہوتا ہے جو مصالح مرسلہ اور
بالامر فی المصالح المرسلة والاستحسان	استحسان کو رعایت کے حکم کے مشابہ ہوتا ہے۔
فتاتی السنة بمقتضی ذلك المعنی الواحد	ایسی حالت میں سنت اس ایک معنی کے مقتضیٰ
فیعلم او یظن ان ذلك المعنی ماخوذ	کو بیان کرتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع افراد
من مجموع تلك الافراد [1]	میں یہی معنی لئے گئے ہیں۔

ان کے علاوہ فقہاء نے بیان کی اور شکلیں بھی ذکر کی ہیں جن کے بعد کہا ہے۔

ان الکتاب دال علی السنة وان	کتاب سنت پر دلالت کرنے والی ہے اور سنت
السنة انما جاءت مبینة له [2]	کتاب کو بیان کرنے والی ہے۔

غرض "بیان" کی قسموں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کے بغیر "دستور" قابلِ عمل بن کر قصہ پارینہ رہ سکتا ہے؟ فقہاء نے جس تفصیل سے ان قسموں کو سمجھایا اور مثالوں کے ذریعہ واضح کیا ہے ان میں غور و فکر سے آنکھوں کو جلاء اور دماغ کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔

اگر چشمۂ آفتاب سے کوئی "شپرہ چشم" اپنی بے بصری و بے بضاعتی کی وجہ سے محروم رہے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے؟ اگر چشمۂ صافی سے کوئی بوم البقر استفادہ نہ کر سکے تو اس سے "چشمہ" کی افادیت کیونکر مجروح ہوتی ہے؟

صحابہ نے ان حدیثوں کو زیادہ اہمیت دی جن کا تعلق احکام سے ہے	یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام نے "دستور" کو قابلِ عمل بنانے کے لئے احادیث کو حرزِ جان بنائے رکھا اور ہوس پرستوں کی دسیسہ کاریوں و ہوس رانیوں سے بچنے کی

تاکید کی چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

ایاکم و اصحاب الرای فانھم	اپنے کو اصحاب رائے سے بچائے رہو وہ احادیث کو

---

[1] الموافقات ج۴، رابع المسئلۃ الرابعۃ ص۔۔ [2] ایضاً ص۔۔

اعداء السنن اعیتهم الاحادیث ان یحفظوها فقالوا بالرای [1]

محفوظ نہ رکھ سکے اس بنا پر حدیثوں کے دشمن بن گئے اور اپنی "رائے" سے کہنے لگے۔

نیز صحابہؓ نے "دستور" کو دائمی شکل میں برقرار رکھنے کے لئے احادیث میں فرق و امتیاز قائم کیا' اور ان حدیثوں کو زیادہ اہمیت دی جن کا تعلق احکام سے ہے یعنی عبادات' معاملات اور اخلاق وغیرہ کے قوانین جن سے معلوم ہوتے یا مستنبط ہوتے ہیں۔

زیادہ اہمیت کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہؐ کے بیان و عمل میں تخصی و منانی اثر کو اگر نظر انداز کر دیا گیا اور جملہ فرمودات و اعمال کو ایک ہی "خانہ" میں رکھ دیا گیا تو "دستور" کو دائمی شکل دینے کی کوئی صورت نہ رہے گی اور حالات و زمانہ کی رعایت سے موقع و محل متعین کرنے کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا جس کے بعد کوئی دستور ہمیشہ کے لئے قابلِ عمل نہیں رہ سکتا۔

فقہاء کی بیان کردہ حدیث کی تین قسمیں

اسی بناء پر فقہاء نے مختصراً احادیث کی تین قسمیں کی ہیں:

(۱) ما انزل اللہ عز وجل فیہ نص کتاب فسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما نص الکتاب

(۱) قرآن حکیم میں جس طرح صراحت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سنت قائم کی۔

(۲) ما انزل اللہ فیہ جملۃ کتاب فبین عن اللہ معنی ما اراد۔

(۲) قرآن میں مجمل ہے لیکن رسول اللہؐ نے اللہ کی طرف سے اس کی مراد کو بیان کیا۔

(۳) ما سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لیس فیہ نص کتاب [2]

(۳) رسول اللہؐ نے وہ سنتیں قائم کیں جن کا صراحۃً ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی تقسیم

حضرت شاہ ولی اللہ نے مذکورہ حقیقت کو ایک اور تقسیم کے ذریعہ سمجھایا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

اعلم ان ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودون فی کتب الحدیث

رسول اللہؐ سے روایت کی ہوئی جو حدیثیں کتابوں میں جمع کی گئی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں

---

[1] منہاج الاصول للبیضاوی باب القیاس فی بیان انہ حجۃ۔ [2] کتاب الرسالۃ للشافعی باب ما ابان اللہ لہم ص

علی قسمین احدھما ما سبیله سبیل تبلیغ الرسالة وفیه قوله تعالیٰ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا ومنه علوم المعاد وعجائب الملکوت وھذا کله مستند الی الوحی ومنه شرائع وضبط للعبادات والارتفاقات بوجوہ الضبط المذکورة فیما سبق وھذہ بعضھا مستند الی الاجتھاد واجتھادہ صلی اللّٰه علیه وسلم بمنزلة الوحی لان اللّٰه تعالیٰ عصمه من ان یتقرر رأیه علی الخطاء ولیس یجب ان یکون اجتھادہ استنباطاً من المنصوص کما یظن بل اکثرہ ان یکون علمه اللّٰه تعالیٰ مقاصد الشرع وقانون التشریع والتیسیر والاحکام فبین المقاصد المتلقات بالوحی بذلک القانون ومنه حکم مرسلة

(ا) ایک وہ جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے ہے قرآن حکیم کی آیت "وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا (رسولؐ جو کچھ تمھیں دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آجاؤ) ایسی ہی حدیثوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس قسم میں درج ذیل امور سے متعلق حدیثیں شامل ہیں (ا) علوم معاد (قیامت و آخرت کے احوال جزا و سزا وغیرہ) (ب) عجائب الملکوت (دوسرے عالم کے احوال و کیفیات وغیرہ) ان سب کا مدار صرف وحی پر ہے۔ (ج) قوانین شریعت اور عبادات و معاملات کی جزئیات کا ضبط ان اصول کے مطابق جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ان میں سے بعض کا مدار وحی پر ہے، اور بعض کا اجتہاد پر ہے لیکن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا اجتہاد وحی کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اللّٰہ نے آپ کو غلط رائے پر قائم رہنے سے محفوظ رکھا ہے۔ آپ کے اجتہاد کے لئے ضروری نہیں ہے کہ صراحۃً منصوصات سے استنباط کا نتیجہ ہو جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بلکہ اجتہاد کی زیادہ تر صورت یہ تھی کہ اللّٰہ نے آپ کو شریعت کے مقاصد شریعت سازی کے قوانین آسانی و سہولت کے ضابطے اور بنیادی احکام سکھا دئے تھے آپ نے شرعی قوانین کے ذریعہ ان مقاصد کو بیان کیا جو وحی کے ذریعہ آپ کو حاصل ہوئے تھے۔

ومصالح مطلقة لم يوقتها ولم	(۵) وہ حکمتیں اور مصلحتیں جو مرسل اور مطلق ہیں یعنی جن
يبين حدودها كبيان الاخلاق	کے لئے نہ کوئی وقت مقرر ہے اور نہ ان کی حدیں بیان
الصالحة واضدادها ومستندها	کی گئی ہیں جیسے اخلاقِ صالحہ و اخلاقِ فاسدہ کا بیان
غالبا الاجتهاد بمعنى ان الله	ان میں سے اکثر کا مدار اجتہاد پر ہے جس کی صورت یہ تھی
تعالى علمه قوانين الارتفاقات	کہ اللہ نے آپ کو باہمی معاملات و انتظام کے قوانین
فاستنبط منها حكمة	تعلیم کر دیئے تھے جن سے آپ نے حکمت کے اصول مستنبط
وجعل فيها كلية	کئے اور ان کو کلیات کی شکل دی۔
ومنه فضائل الاعمال ومناقب	(۳) فضائلِ اعمال اور ان پر عمل کرنے والوں کے
الاعمال وارى ان بعضها مستند	مناقب، میرا خیال یہ ہے کہ ان میں سے بعض کا مدار
الى الوحي وبعضها الى الاجتهاد وقد	وحی پر ہے اور بعض کا اجتہاد پر ہے۔ ان سب کا بیان
سبق بيان تلك القوانين وهذا	اوپر گزر چکا ہے۔ ہمارا مقصد تبلیغ رسالت سے متعلق ان
القسم هو الذي نقصد شرحه وبيان	امور کی شرح اور ان کے معانی کو بیان کرنا ہے۔
معانيه وثانيهما ما ليس من باب تبليغ	(۲) دوسرا وہ حدیثیں ہیں جن کا تعلق تبلیغِ رسالت سے
الرسالة وفيه قوله صلى الله عليه وسلم	نہیں ہے۔ رسول اللہ کا یہ ارشاد "انما انا بشر" الخ
انما انا بشر اذا امرتكم بشئ من	(میں صرف ایک بشر ہوں جب تمہارے دین کے متعلق کوئی
دينكم فخذوا به واذا امرتكم بشئ من	حکم دوں تو اس پر عمل کرو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے
رائى فانما انا بشر وقوله	کوئی حکم دوں تو سمجھو کہ میں بشر ہوں) اسی طرح
صلى الله عليه وسلم فى قصة	"کھجوروں" کے جوڑ لگانے کے واقعہ میں آپ کا یہ
تابير النخل فانى انما ظننت ظنا	فرمان "فانی انما ظننت ظنا الخ" (میں نے ایک
ولا تؤاخذونى بالظن ولكن	خیال قائم کیا تھا تم لوگ میرے خیال پر عمل نہ کرو۔
اذا حدثتكم عن الله شيئا فخذوا به	البتہ جب میں اللہ کی طرف سے کوئی بات بیان کروں تو

فانی لم اکذب علی اللہ (اس پر عمل کرو کیونکہ میں اللہ پر جھوٹ نہیں باندھتا ہوں)

اس قسم میں درج ذیل امور سے متعلق حدیثیں شامل ہیں مثلاً:-

فمنہ الطب ومنہ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالادھم الاقرح ومستندہ التجربۃ ومنہ ما فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل العادۃ دون العبادۃ وبحسب الاتفاق دون القصد ومنہ ما ذکرہ کما کان یذکر قومہ کحدیث ام زرع وحدیث خرافۃ

(ا) طب کے متعلق حدیثیں (ب) اور یہ ارشاد کہ تم سیاہ رنگ اور ایسے گھوڑے پر سوار ہو جس کی پیشانی میں تھوڑی سفیدی ہو، ایسی حدیثوں کا مدار وحی پر نہیں بلکہ تجربہ پر ہے۔ اسی طرح (ج) آپ نے جو کچھ عادۃً کیا عبادۃً نہیں، اتفاقاً کیا قصداً نہیں، (د) نیز وہ واقعات جن کا پوری قوم میں چرچا تھا مثلاً ام زرع اور خرافہ کے قصے۔

(باقی)

قصص القرآن (چار جلدوں میں) جدید ایڈیشن

مؤلفہ، مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب (مرحوم)

جلد اوّل: حضرت آدمؑ تا حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ۔ ص ۳۶۰ طباعت آفسٹ
قیمت 10/- مجلد 12/-

جلد دوم: حضرت یوشعؑ تا حضرت یحییٰؑ، ص ۲۸۰ قیمت 4/- مجلد 5/-

جلد سوم: انبیاء کے واقعات کے علاوہ باقی قصص قرآنی کا بیان، ص ۴۴۰
قیمت 5/50 مجلد 6/50

جلد چہارم: حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پاک اور دعوتِ حق
ص ۵۲۰ قیمت 9/- 10/-

پوری کتاب کے مجموعی صفحات ۱۶۷۶ بڑی تقطیع، قیمت 28/50 مجلد 32/50

ملنے کا پتہ: مکتبہ برہان، اردو بازار جامع مسجد، دہلی ۶